حضرت اقدس پیرو مرشد مولانا سید حامد میاں صاحب رحمہ اللہ کے مجلسِ ذکر کے بعد درسِ حدیث کا سلسلہ وار بیان ''خانقاہ حامدیہ چشتیہ'' رائیونڈ روڈ لاہور کے زیرِ انتظام ماہ نامہ ''انوارِ مدینہ'' کے ذریعہ ہر ماہ حضرت اقدسؒ کے مریدین اور عام مسلمانوں تک باقاعدہ پہنچایا جاتا ہے اللہ تعالیٰ حضرت اقدسؒ کے اس فیض کو تاقیامت جاری و مقبول فرمائے۔ (آمین)

غزوۂ خندق میں نبی علیہ السلام کی ضرب سے پتھر ریزہ ریزہ ہوگیا

حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی وفات سے عرش ہل گیا

یہودیوں کے خلاف اِن کا فیصلہ تجربات کا نچوڑ تھا

بھوک کی شدت میں پتھر باندھنے کی وجہ

﴿ تخریج و تزئین : مولانا سیّد محمود میاں صاحب ﴾

(کیسٹ نمبر 43 سائیڈ A 1985 - 01 - 18)

عن جابرؓ قال سمعت النبی ﷺ یقول اهتز العرش لموت سعد بن معاذؓ وفی روایة اهتز عرش الرحمن لموت سعد بن معاذؓ متفق علیه. (مشکٰوۃ شریف ص ۵۷۵)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِهٖ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّابَعْدُ !

نیکوں کا انجام :

آقائے نامدار ﷺ کے ایک صحابی ہیں جن کا اسمِ گرامی ہے حضرت سعد بن معاذؓ ان کی وفات جب ہوئی تو آقائے نامدار ﷺ نے فرمایا **اهتز العرش لموت سعد بن معاذؓ** اللہ تعالیٰ کا عرش سعد بن معاذؓ کی موت کے وقت یا اُن کی موت کی وجہ سے ہلا ہے۔ عرشِ الٰہی کا ہلنا یہ اہم واقعہ کی طرف اشارہ ہوتا ہے جو عالمِ غیب میں اللہ تعالیٰ کی نظر میں اہم ہو وہ ملاء اعلیٰ میں اہم شمار ہوتا ہے فرشتوں میں اہم شمار ہوتا ہے اس کی وجہ سے ایسی چیز ہوتی ہے۔

بدوں کا انجام :

اور یوں تو قرآن پاک میں جو آرہا ہے فرعون وغیرہ کے بارہ میں کہ اُن کا انجام یہ ہوا اس میں ایک جملہ آتا ہے

فمابکت علیھم السماء والارض اِن کے مرنے پر آسمان اور زمین نہیں روئے اس کا مطلب یہ ہے کہ آسمان اور زمین پر کوئی کیفیت گزرتی ہے جس کو رونے سے تعبیر کیا گیا ہے۔

رونے کے لیے آنکھ سے آنسو بہانا ضروری نہیں :

اور رونے کے لیے ضروری نہیں ہے کہ آنکھ سے آنسو بہیں اُسے ہی رونا کہا جائے، بہت لوگوں سے آپ ملیں گے تو وہ یہ کہیں گے کہ دل روتا ہے اس بات پر یعنی رونا جو ہے وہ آنکھوں میں نظر نہیں آتا اگرچہ دل پر وہ گزرتی ہے جو روتے ہوئے گزرتی ہے تو قرآن پاک میں یہ جملہ ارشاد ہوا ہے کہ یہ لوگ ایسے ظالم تھے کہ جب یہ مرے ہیں تو اُن کے اُوپر آسمان اور زمین نہیں روئے اور یہاں آ رہا ہے کہ جب ان کی وفات ہوئی تو اللہ تعالیٰ کے عرش میں حرکت پیدا ہوئی۔

طلاق جائز بھی، ناپسند بھی :

اسی طرح سے طلاق کے بارے میں بھی آیا ہے طلاق جائز ہے مباح ہے مگر یہ بھی ہے ساتھ ساتھ کہ ابغض المباحات ہے یعنی خداوندِ کریم کو وہ جائز ہونے کے باوجود ناپسند ہے بہت ناپسند ہے، جائز اس لیے رکھی گئی ہے کہ بعض دفعہ گزارا ہی نہیں ہوتا اور بعض دفعہ (طلاق نہ دینے کی صورت میں) بہت زیادہ گناہ ہو جاتے ہیں اور بھی، اس لیے طلاق جائز رکھی گئی لیکن اس میں بھی آتا ہے کہ عرش ہلتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ ملاء اعلی میں ایسے اثرات مرتب ہوتے ہیں کہ جن کی عرش ہلنے سے تعبیر کی گئی ہے۔

غزوۂ خندق اور حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کا مشورہ :

غزوہ خندق جب ہوا ہے تو صحابہ کرام میں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے مشورہ دیا تھا کہ ہمارے ہاں (ایران میں) جب بڑی لڑائی ہوتی ہے تو اس میں یہ صورت کر لیتے ہیں کہ خندق کھود لیتے ہیں تاکہ دشمن اِدھر نہ آنے پائے اُدھر رسول کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم کو اطلاعات مل رہی تھیں کہ کفار حملہ آور ہو رہے ہیں اور پہنچنے والے ہیں اور اتنا وقت رہ گیا لہٰذا آپ نے فوراً وہ خندق کھودنی شروع کردی اور سب لگے اور جسے کہتے ہیں دن رات لگنا اس طرح سے لگے حتیٰ کہ نمازیں بھی مؤخر ہوئیں اس کام میں۔ ایک دن آپ کی عصر کی نماز قضاء ہوگئی تو مغرب میں پڑھی ہے آپ نے وہ، کیونکہ اس دن کھودنے کی بہت جلدی تھی۔ اسی میں آتا ہے کہ ایک جگہ نیچے چٹان تھی پتھر کی وہ ٹوٹ نہیں رہی تھی تو گڑھا گہرا نہیں ہو رہا تھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ضرب سے پتھر ریزہ ریزہ ہوگیا :

تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اُترتا ہوں اور پھر آپ نے اُتر کر اس پر کدال سے ضرب لگائی تو وہ پتھر

ریزہ ریزہ ہوگیا تو پھر آقائے نامدار ﷺ نے بتلایا کہ مجھے یہ دکھائی دیا ہے کہ (آئندہ) اس طرح سے فتوحات ہوں گی او کما قال علیہ السلام۔ اور ایسا ہی ہوا کہ بعد میں ساری دُنیا پر پھر مسلمان چھا گئے تو یہ بات اُس وقت رسول اللہ ﷺ نے بتلادی تھی کہ جب اس کا خیال (وتصور) نہیں کیا جا سکتا تھا کیونکہ صحابہ کرام ؓ کو کھانے کو میسر نہیں آ رہا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ اقدس پر بھوک کے آثار دیکھے تو حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے گھر میں جا کر کہا کہ کچھ ہو جائے کھانے کے واسطہ تو اتنا کھانا تیار کر لیا جو چند آدمیوں کے کھانے کا ہو جائے۔

بھوک کی شدت اور پتھر باندھنے کی حکمت :

اور وجہ انھوں نے بتائی کہ میں نے رسول اللہ ﷺ پر بھوک کے شدید آثار دیکھے ہیں جیسے کہ آپ کو بہت وقت ہو گیا ہے کھانا کھائے ہوئے اور واقعہ بھی ایسے ہی تھا اور جب آدمی بہت بھوکا ہو یا پیٹ خالی رہے چاہے بیماری کی وجہ سے ہی نہ کھا سکتا ہو تو جب وہ اُٹھتا ہے تو کھڑے ہونے کے بعد اُسے پیٹ میں کچھ خلاء محسوس ہوتا ہے اور اگر یہاں پٹی باندھ لی جائے تو فائدہ ہو جاتا ہے اور پتھر باندھ لیے جائیں تو بھی فائدہ ہو جاتا ہے وہ خلاء پُر ہو جاتا ہے تو پھر آدمی اُٹھنے میں چلنے میں حرکت کرنے میں وہ بات نہیں محسوس کرتا۔ اس لیے صحابہ کرام نے پتھر باندھ رکھے تھے تو فقر کا یہ عالم کہ کھانے کو میسر نہیں اور دوسری طرف یہ عالم کہ فتوحات اور کامیابیوں کی خوشخبری دی جا رہی ہے۔ بہر حال وہ خندق کھود دی گئی، حملہ آور لوگ آئے خندق کی وجہ سے خدا نے بچاؤ کر لیا، ۱۸ دن وہ رہے۔ حضرت ابو سفیان رضی اللہ عنہ اس وقت تک کافر تھے اور سردار تھے، انھوں نے تمام قبائل سے بات چیت کی اور ہر قبیلے سے کچھ کچھ سپاہی لے لیے تو اب ہر قبیلے کی ٹانگ اَڑ گئی، اگر لڑائی ہوگئی ہوتی تو جتنے قبیلوں کے آدمی مارے گئے ہوتے وہ سارے کے سارے قبیلے آگے کو دُشمنی کرتے رہتے۔ یہ ترکیب انھوں نے سوچی تھی اور بڑی اچھی تدبیر تھی، ایسی ہی تدبیر اتحادیوں نے کوریا وغیرہ میں کی تھی اور فوجیں بھیجی تھیں برطانیہ نے اور فرانس نے اور امریکہ نے اور جو جو اتحادی تھے سب کی ایک ایک پلٹن لے کر بھیج دی۔ تو صدیوں پہلے یہ تدبیر ابو سفیان رضی اللہ عنہ کی تھی، وہ نہایت باتدبیر، بڑے ہوشیار بہت بیدار مغز تھے۔

مسلمانوں کی خدائی مدد :

اب جب سترہ اٹھارہ دن ہوئے اور لڑائی نہیں ہوئی اور آندھی چلی۔ آندھی جب مغرب سے ہو تو وہ بہت تیز ہوتی ہے اور جو مشرق سے آتی ہے وہ ہلکی ہوتی ہے تیز نہیں ہوتی۔ مگر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ **نصرت بالصبا** مجھے مدد اُس ہوا سے ملی ہے جو ادھر مشرق سے چلتی ہے جو تیز نہیں چلا کرتی لیکن اُس وقت وہ تیز چلی۔ اور ایک قوم عاد تھی جنھیں ہوا نے اُٹھا اُٹھا کر زمین پر پٹخا اور ختم کر دیا **اُھلکت عادٌ بالدَّبور** تو اُس وقت جو مغرب کی طرف سے آتی ہے وہ ہوا

چلی تھی اور سبع لیال و ثمانیۃ ایام سات راتیں آٹھ دن اسی طرح ہوا چلتی رہی کوئی جگہ نہیں رہی جہاں کوئی انسان رہا ہو۔ سارے کے سارے ختم ہوگئے۔ تو خندق کے جب یہ آخری دن ہوئے تو اُس دن ایسی ہوا چلی کہ خیمے اُکھڑ گئے جانور بھاگنے لگے کھل گئے جانور، رسے ٹوٹ گئے اُن کے، اور جو انھوں نے بڑی بڑی دیگیں بنا رکھی تھیں وہ دیگیں اُلٹ گئیں۔ یہ بدحالی جب آئی تو گھر سے چلے ہوئے بھی کفار کو سترہ اٹھارہ دن ہو گئے تھے اور بڑی لڑائی کا بھی موقع نہیں نکلتا ہوا نظر آرہا تھا اِکا دُکا کہیں دیکھ لیا سامنے سے تو تیر مار دیا بس ایسے لڑائی گویا رہی۔ وہ جو بھرپور فوجوں کا ٹکراؤ ہوتا ہے وہ نہیں ہوا کیونکہ بیچ میں خندق تھی۔

کفار کی پسپائی :

تو اُن لوگوں نے کہا کہ بس اب چلو پھر آئیں گے کسی موقع پر اور پھر جمع ہونا بڑا مشکل کام تھا۔ ایک دفعہ تو جمع ہو کر آگئے، بڑا اہتمام کیا ہوگا انھوں نے جو ہر جگہ سے لشکر لیا اس کے بعد پھر دوبارہ جمع کرنا اس طرح اتنی مقدار میں یہ بڑا مشکل کام تھا۔

حضرت سعدؓ پر تیر کا وار :

تو یہاں یہ ہوا کہ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے ایک تیر آکر لگا وہ تیر لگا تو بازو کی طرف لیکن جو شہ رگ انسان کے جسم میں گھومتی ہے اُس میں لگ گیا اب اُس کی وہ دوا کرتے رہے علاج ہوتا رہا۔

حضرت سعدؓ کی دُعاء :

ادھر حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے دُعاء کی تھی کہ خداوند کریم یہ کفار مکہ اگر حملہ آور ہونے والے ہیں آئندہ بھی مدینہ پر تو تُو مجھے زندہ رکھ ورنہ یہ جو زخم لگا ہے بس یہ ٹھیک ہے میری شہادت کے لیے، یہ اُنھوں نے دُعا مانگی۔[1]

غزوہ خندق کے بعد یہودیوں کے خلاف کارروائی اور اس کی وجہ :

پھر ایسے ہوا کہ وہاں سے جب آپ ﷺ مدینہ منورہ واپس آئے ہیں تو آپ نے بنو قریظہ اور بنو نظیر یہ دو قبیلے تھے یہودیوں کے سازشیں کرتے تھے مدینہ پر چڑھائی کراتے تھے۔ مکہ مکرمہ والوں کو جوش اور غیرت دلاتے تھے، تو ان لوگوں کو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم لوگ یہاں سے نکل جاؤ جو سامان لے جانا ہے لے جاؤ بس اب اس کے سوا کچھ نہیں ہوسکتا کیونکہ جب مدینہ منورہ آپ آئیں ہیں تو یہودیوں سے معاہدہ کیا تو یہ اس کے خلاف کرتے رہے اور سازشیں کرتے رہے، اِدھر مسلمانوں سے معاہدہ بھی ہے اُدھر دھمکیاں بھی دلواتے تھے اور یہ کہتے تھے کہ وہ (یعنی کفار مکہ) تو

---

[1] اِن کی یہ دُعاء قبول ہوئی اور ایک ماہ بعد ذیقعدہ ۵ھ میں ۳۷ برس کی عمر پاکر وفات ہوئی۔ محمود میاں غفرلہٗ

اَن ٹرینڈ (untrained) ہیں جن سے تمہارا آج تک مقابلہ رہا، ہم سے کبھی سابقہ پڑ گیا تو پتہ چل جائے گا ہمیں ٹریننگ حاصل ہے لڑنا جانتے ہیں، وہ خدا کی قدرت کہ ایک منٹ کے لیے بھی نہیں لڑ سکے فوراً ہتھیار ڈال دیئے یعنی لڑائی کی نوبت ہی نہیں آئی۔ اب گھبرا گئے اور نکلنا پڑا اِن کو۔

یہودی قبیلہ کے خلاف حضرت سعدؓ کا فیصلہ اور اُس کی وجہ :

حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے یہ یہودی قبیلہ کے لوگ دوست تھے، اور حضرت سعدؓ بھی بڑے سردار تھے مدینہ منورہ میں انصار قبیلے کے، تو بنو نظیر بنو قریظہ نے کہا کہ وہ جو آپ کے ہاں صحابی ہیں سعد بن معاذؓ وہ جو فیصلہ کریں وہ ہمیں منظور ہو گا تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت سعدؓ سے کہا کہ وہ یہ کہہ رہے ہیں انھوں نے کہا ٹھیک ہے میں راضی ہوں اگر آپ اجازت دیں، تو رسول ﷺ نے فرمایا کہ ٹھیک ہے کر دیں آپ فیصلہ، انھوں نے فیصلہ دے دیا کہ جو جوان لڑ سکتے ہیں ان کے، اُن کو قتل کر دیا جائے باقیوں کو قید کر دیا جائے۔ یہ فیصلہ تھا تو بڑا سخت لیکن بڑے وسیع تجربہ کا اور ان کی زندگی بھر کے تجربے کا نچوڑ تھا کیونکہ یہ تھے ہی اس قدر ظالم لوگ، سود پر رقمیں دیتے تھے اور لوگوں کو غلام بنا لیتے تھے انھوں نے اس طرح لوگوں کی زندگی عاجز کر رکھی تھی، ظالم تھے۔ اور اب جو شرارتیں گزرتی تھیں عہد شکنیاں، سازشیں وہ سامنے تھیں۔

فیصلہ پر نبی علیہ السلام کی جانب سے تعریف :

تو رسول اللہ ﷺ نے بعد میں فرمایا **لقد حکمت بحکم المَلِك يا بحكم المَلَك** تمہارا فیصلہ وہ ہے جو فرشتہ کا ہے گویا اور "مَلِكْ" اگر ہے تو اللہ کی ذات مراد ہے یعنی جو خدا کو پسند ہے وہ فیصلہ تم نے کیا۔ تو ان کی وفات جب ہوئی ہے تو پھر یہ کیفیت ہوئی جو یہاں حدیث شریف میں آرہی ہے کہ عرش ہل گیا۔ اُنہی دنوں کی بات ہے حضرت براءؓ بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک جوڑا آیا ریشم کا **حُلّة حرير فجعل اصحابه يمسونها و يتعجبون من لينها** یہ صحابہ کرامؓ دیکھنے لگے اُسے، چھونے لگے، چھو کر دیکھتے تھے اور کہتے تھے یہ بڑا عجیب ہے نرم ہے، ریشمی تھا وہ، تو آقائے نامدار ﷺ نے ارشاد فرمایا **عناديل سعد بن معاذ في الجنة خير منها والين** سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو جنت میں جو ملے ہوئے ہیں "مند یل" یعنی رُومال وہ اس سے زیادہ نرم ہیں اور اس سے زیادہ عمدہ ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ ان کی روح کو جنت میں داخل کیا گیا، جسم تو یہاں دفن ہے روح کو وہاں داخلہ کی اجازت ملی ہے کہ وہ جائے اور یہ بھی بڑا درجہ ہے۔ شُہدا کے بارے میں آتا ہے کہ اُن کی ارواح کو اجازت ہوتی ہے کہ وہ جنت میں جائیں ہر ایک کے بارے میں یہ نہیں آتا۔

نیکوں کی رُوح کو سُلا دیا جائے گا :

اور جو اچھا ہوگا اس کے بارے میں آتا ہے کہ کہہ دیا جائے گا کہ بس سوتے رہو تم، سونے والی کیفیت رہے گی اِن کی، ان شہدا کی کیفیت بڑی ہوگی گویا اُن کو وہاں کی نعمتیں مل رہی ہیں اور فرماتے ہیں کہ اُن کے جو "مندیل" ہیں یعنی رومال وہ اس سے بہتر ہیں اور اس سے زیادہ نرم ہیں۔اور تعریف میں اتنا ہی کہا جاسکتا ہے کہ انسان کا خیال جہاں تک پہنچ سکتا ہے تو کہہ دیا جائے اس سے بھی آگے کچھ اور ہے، اب کیا کچھ ہے، وہ تو اللہ تعالیٰ نے ظاہر نہیں فرمایا۔ایجادات جب نہیں ہوئی تھیں تو تصور میں بھی نہیں آسکتا تھا کہ سائیکل پر انسان چل سکتا ہے چہ جائیکہ موٹر سائیکل اور موٹر ریل اور پھر ہوائی جہاز وہ تو خیال سے باہر تھی، خواہش کی بات الگ ہے خواہشات تو بہت ہوتی ہیں انسان نکلا ہی ایسی جگہ سے ہے جسے جنت کہا کرتے ہیں جو چیزیں وہاں تھیں وہ انسان کی فطرت میں کچھ ہیں جو وہاں دیکھی تھیں اُنہی سے خوش ہوتا ہے، مناظر اُسی طرح کے پسند کرتا ہے سبزہ، پانی یہ چیزیں دیکھتا ہے خوش ہوتا ہے لیکن کیا کیا چیزیں تھیں اور کیا کیا نعمتیں تھیں وہاں، اس کا تو پھر ایسے ہی سمجھ لیجئے جیسے کہ اب سے دو سو تین سو سال پہلے جہاز کا تصور نہیں کیا جاسکتا تھا اور اب یہ چیز نکل آئی اسی طرح سے وہ چیزیں جو خداوند کریم نے وہاں کی نعمتیں رکھی ہیں اُن کے بارے میں فرمایا مالا عینٌ رأتْ ولا اذنٌ سمعتْ ولا خطرَ علی قلب بشر نہ کسی آنکھ نے دیکھی نہ کان نے سنی نہ کسی انسان کے ذہن پر وہ بات گزری جو انعامات یا نعمتیں اللہ تعالیٰ نے وہاں رکھی ہیں۔اللہ تعالیٰ اِن حضرات کے درجات بلند فرماتا رہے اور آخرت میں ہمیں ان کا ساتھ عطا فرمائے۔آمین۔اختتامی دعا..........